حافظ ضیاء الرحمٰن پنجاب یونیورسٹی

اسلام میں ٹیکنالوجی کی اہمیت اور جدید مادی نظریہ

اسلام اور علوم جدیدہ

اسلام اور قرآن مجید بلاشبہ ہمارے تمام دینی و شرعی اور تمدنی و اجتماعی افکار و نظریات کا اساسی منبع و سرچشمہ ہے اور اس اعتبار سے وہ موجودہ تمام مدنی و اجتماعی مسائل میں ہماری رہنمائی کر سکتا ہے جو آج ہمارے سامنے ایک سوالیہ نشان بن کر کھڑے ہو گئے ہیں۔ چنانچہ موجودہ دور کا سب سے اہم ترین مسئلہ دین اور دنیا کے صحیح تعلق اور ارتباط کا مسئلہ ہے۔ یعنی دینی علوم اور جدید علوم میں کس طرح سے ربط قائم کیا جائے اور عصر جدید کے تمدنی و سیاسی چیلنج کا بین الاقوامی سطح پر کس طرح مقابلہ کیا جائے؟ آیا دین ابدی اپنے پیروں کو عصری علوم و فنون سے لیس ہو کر زندگی کے میدان میں ایک نمایاں رول ادا کرنے کی دعوت دیتا ہے یا ان سے کنارہ کشی اختیار کرکے ایک پس ماندہ ملت کی طرح زندگی گزار دینے کی ہدایت کرتا ہے؟ تو آج مسلمانوں کے درمیان تین قسم کے لوگ پائے جاتے ہیں:۔

1۔ ایک طبقے کا خیال ہے کہ اسلام صرف دینی و شرعی مسائل کا مجموعہ ہے اور اس کو جدید علوم و مسائل یا سائنس اور ٹیکنالوجی سے کوئی واسطہ ہی نہیں ہے۔ یہ قدامت پسندوں کا طبقہ ہے جو ہر "جدید" چیز کو شک و شبہ کی نظر سے دیکھتا ہے اور اس کی افادیت کا منکر ہے۔ اس طرح کے لوگوں کی حوصلہ شکنی کرنا چاہئے اور انہیں یہ بات یاد کروانی چاہئے کہ اسلام دین و دنیا دونوں چیزوں کے مجموعے کا نام ہے اور بغیر دنیا اور جدت کے تو اسلام نے منع فرمایا ہے اور اسے رہبانیت کا نام دیا ہے۔

2۔ اس کے برعکس ایک دوسرے طبقے کا خیال ہے کہ اسلام کی اصل اور بنیادی دعوت سائنسی طرز کی ہے اور شرعی امور کا درجہ ثانوی حیثیت رکھتا ہے۔ بالفاظ دیگر اس قسم کے لوگ سائنسی طرز فکر کو اصل قرار دے کر شرعی امور کو غیر ضروری قرار دیتے ہیں یا ان کی تاویل کرکے ان کی اہمیت کو گھٹانے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ تجدد پسندوں کا طریقہ ہے اور اس چیز کی بھی ہمیں مذمت کرنا چاہئے۔

3۔ تیسرا طبقہ وہ ہے جو ان دونوں انتہا پسندانہ نظریات کے درمیان بغیر کسی اونچ نیچ کے اسلام کو دین و شریعت اور تمدن و اجتماع دونوں کا مجموعہ سمجھتے ہوئے ہر ایک کو مناسب مقام و مرتبہ دیتا ہے۔ یہ صحیح اسلامیت پسندوں کا طبقہ ہے اور اسلام کا بھی یہی نظریہ ہے جو متوازن ہونے کی وجہ سے سب سے بہتر ہے اور قرآن و حدیث کی تمام تعلیمات اس کی تائید و تصدیق کرتی ہیں۔

اسلام زمانے کے تقاضوں کے اعتبار سے عصری علوم و فنون سے اخذ و استفادہ کرنے کی بھی دعوت دیتا ہے تاکہ اس کے ماننے والے دین و دنیا دونوں کی سعادتوں سے متمتع ہو کر اقوام عالم کی امامت کا منصب و کردار بھی بخوبی ادا کر سکیں۔ نیز وہ دنیائے انسانیت کو خیر و شر کے صحیح اسلامی فلسفے سے روشناس کروا سکیں۔

علم جدید کی اہمیت و افادیت اور قرآن

قرآن مجید کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو سب سے پہلے جو علم عطا کیا تھا وہ علم شریعت نہیں بلکہ علم فطرت تھا۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

وعلم آدم الاسماء کلها۔

ترجمہ:۔ اور اس نے آدمؑ کو تمام اسماء (موجودات عالم کے نام اور خواص) بتا دیئے۔

عربی زبان میں "اسم" علامت کے معنی پر دلالت کرتا ہے۔ اس لحاظ سے "اسماء" کے معنی "علامتوں یا شناختوں" کے ہوئے اور چیزوں کی علامتوں سے مراد چیزوں کے آثار و خواص ہو سکتے ہیں۔ اب ان آثار و خواص کو جدید اصطلاح کے مطابق "طبعی خصائص" یا Physical Properties کہا جا سکتا ہے۔

اور طنطاوی جوہری مصری تحریر کرتے ہیں کہ اللہ نے آدمؑ کو اشیاء کی معرفت، ایجاد و اختراع "ٹیکنالوجی" اور تمام صنعتیں الہام کر دیں۔

موجودہ دور میں سائنس جن چیزوں سے بحث کرتی ہے وہ یہی موجودات عالم ہیں اور جو

باتیں بیان کرتی ہیں وہ یہی "اشیاء کے آثار و خواص" ہیں۔

طبعیات Physics' کیمیا Chemistry' حیاتیات Biology' ارضیات Geology اور فلکیات Astronomy وغیرہ تمام سائنسی علوم کا دائرہ مادی چیزوں اور ان کی خصوصیات کے گرد ہی گھومتا ہے۔

حضرت آدمؑ کو تمام علم سکھانے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ اس لحاظ سے جس علم کی تعلیم خود اللہ تعالیٰ نے دی ہو وہ ہرگز غیر اہم نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس علم کی اہمیت بڑھ جاتی ہے اور اس کا حصول اولاد آدم کے لئے ضروری قرار پاتا ہے۔ اس تفصیل سے علم مظاہر Natural Science کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔

جس طرح قدیم چیزوں سے واقفیت "علم اسماء" میں داخل تھی اس طرح جدید سے جدید تر چیزوں سے واقفیت بھی علم اسماء میں داخل ہے۔ بلکہ قیامت تک جتنی بھی نئی نئی چیزیں اور خواص دریافت ہوتے ہیں وہ سب علم اسماء کے دائرے ہی میں ہوں گے اور جن کے ایجاد و دریافت کرنے کی صلاحیت خلاق فطرت نے روز اول ہی میں حضرت آدمؑ کے توسط سے بالقوہ تمام انسانوں میں رکھ دی تھی۔

امت مسلمہ کے جدید علوم سے دوری کے اسباب

آج کا مسلمان چند وجوہات کی بناء پر جدید علوم و فنون سے بچھڑا ہوا ہے۔

1۔ آزاد اور علم دوست مسلم حکومتوں کے زوال کے باعث ان علوم میں تحقیق و تفتیش اور طالع آزمائی کا ذوق و جذبہ دلوں سے جاتا رہا۔

2۔ بعض تاریخی اسباب کی بناء پر دین اور دنیا کی تقسیم عمل میں آئی تو علماء کرام اور مذہبی لوگوں نے دین کی حفاظت کے خیال سے دنیوی علوم سے کنارہ کشی ہی میں عافیت سمجھی۔

3۔ دین اور دنیا کی غلط تقسیم کا نتیجہ یہ ہوا کہ "علم اسماء" کا دیپ اپنوں کے بجائے غیروں کے آستانے پر جلنے لگا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہم اس کی روشنی سے بھی بدکنے اور دور بھاگنے لگے۔ اس طرح یہ علم اب ہمارے لئے بالکل اجنبی بلکہ علم غیر بن کر رہ گیا۔

4۔ جدید علوم سے بیگانگی کی بدولت ان علوم سے پیدا ہونے والے علمی' معاشرتی' تمدنی مسائل سے بھی بیگانگی عمل میں آئی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسلام بھی ماضی کی نشانی اور فرسودگی کی علامت سمجھا جانے لگا۔

قانون خداوندی کے مطابق اس دنیا میں کاہلوں کا کوئی کام نہیں ہوتا۔ بہرحال ایک دوسری حیثیت سے غور کریں۔ اہل ایمان کو قرآن کریم میں حکم دیا گیا ہے:

واعدولهم ما استطعتم من قوة و من رباط الخيل ترهبون به عدو الله و عدوكم و آخرين من دونهم۔"

ترجمہ:۔ اور تم ان سے لڑائی کے لئے اتنی قوت اور زور آور گھوڑے تیار کرو' جتنا کچھ کہ تم کر سکتے ہو' تاکہ اس سے تم اللہ کے اور اپنے دشمنوں پر دھاک بٹھا سکو اور ان کے علاوہ بعض دوسری قوموں پر بھی۔

ان آیات میں گھوڑوں کے ذکر کے ساتھ "قوۃ" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ اس سے مراد ہر قسم کی قوت اور جدید سے جدید تر جنگی سامان مراد ہو سکتا ہے۔

یعنی محض اس رعب اور دبدبے ہی کی بدولت تمہیں امن و ایمان اور چین تمہیں حاصل ہو سکتا ہے۔ ورنہ ظاہر ہے کہ ضعف اور کمزوری کی بدولت ہر قوم اور ہر ملک کا قیام ناگزیر ہے۔

یہ آیت کریمہ میں نہ صرف حق المقدور جنگ کی تیاری اور اس راہ میں انفاق کی ترغیب و تحریص دلا رہی ہے بلکہ جدید سے جدید ٹیکنالوجی استعمال کرنے کی بھی ترغیب دلا رہی ہے۔

مندرجہ بالا آیت کے چند نکات

1۔ اس آیت کریمہ کا مطلب فتنوں کو کچلنے کے لئے اور کفر و باطل سے نبرد آزمائی کے لئے بہتر سے بہتر ہتھیاروں کی تیاری ہے۔ آج تیر کمان' تلوار اور نیزوں کا دور نہیں رہا بلکہ بندوقوں' مشین گنوں اور ٹینکوں کا دور بھی بڑی حد تک ختم ہو گیا ہے۔ اب راکٹ' میزائل' ایٹم بم' ہائیڈروجن بم' نیوٹران بم' جراثیمی بم' خلائی سیاروں اور سٹاروار کا دور ہے۔ اب انسان خلا میں بیٹھ کر جنگ کرنے اور اجرام سماوی میں فوجی چھاؤنیاں قائم کرنے کی فکر میں ہے۔

2۔ عالم کفر کو قابو میں رکھنے کے لئے جدید سے جدید تر ہتھیاروں سے لیس ہونا ضروری ہے۔ اس کے بغیر "ترهبون به عدو الله" کا مقصد پورا نہیں ہو سکتا اور یہ مقصد بھیک کے چند ہتھیاروں کو جمع کر لینے سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس کے لئے بذات خود جدوجہد کرنے اور خود کفیل بننے کی ضرورت ہے۔

3۔ اسلام کی نظر میں جوہری بموں' نیپام بموں' جراثیمی بموں اور دیگر ایٹمی اسلحہ کا استعمال بہت برا ہے۔ جو عالم انسانی کے لئے تباہی و بربادی کا باعث ہے۔ بنی نوع انسان کی تباہی و بربادی کی اسلام اجازت نہیں دیتا۔ مگر طاقت کے توازن کو برقرار رکھنے اور ذہنی و نفسیاتی فضا کو تبدیل کرنے کے لئے اس کی تیاری کو نظر انداز نہیں کیا سکتا۔

4۔ طاقت کا توازن قائم رکھنے کے لئے ضروری تھا اور ہے کہ مسلم حکومتیں نہ صرف اقوام عالم کی برابری کرتیں بلکہ ایک درجہ ان سے آگے بھی رہتیں مگر اس وقت مسلم حکومتوں کا حال یہ ہے جو تعداد میں پچپن کے لگ بھگ ہیں کہ

بقیہ صفحہ نمبر ۳۰ پر